Research Journal Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:4، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل تحقیقات

علامہ محمد اقبال کے ہاں غیر مسلم حوالے

Non-Muslim references to Allamma Muhammad Iqbal

Usama Shaukat
M.Phil Urdu Scholar Department of Urdu Language and Literature,University of Sargodha
usamashaukat2025@gmail.com
Dr.Shafqat Zahoor
Lecturer Department of Urdu Language and Literature,University of Sargodha
shafqat.zahoor@uos.edu.pk

اسامہ شوکت
ایم۔فل اردو اسکالر شعبۂ اُردو زبان و اَدب یونی ورسٹی آف سرگودھا
ڈاکٹر شفقت ظہور
لیکچرار، شعبۂ اُردو زبان و اَدب یونی ورسٹی آف سرگودھا

Abstract

Universal literature demands union and combo of fair-minded, uncommitted, and impartial aspects. Universal poet or writer uncovers the facts being alienated form the distinction of race, colour, religion, cult and sect. Allamma Muhammad Iqbal is the national poet of Pakistan. He conducted such intellectual and technical experiments that are not found in urdu literature anywhere else. This article explores Non-Muslim references in Iqbal's poetry and sheds light that inspired Iqbal to it. This article analyses the universal value of it and argues that it's should be given trip over universal poetry.

Keywords: *Universal literature, Non-Muslim, references, Allama Iqbal, religion, impartial*

کلیدی الفاظ: آفاقی ادب، غیر مسلم، حوالے، علامہ اقبال، مذہب، غیر جانبدار

اَدب انسانی جذبات، خیالات، احساسات، افکار اور رویّوں کے جمالیاتی و فنی اور شائستہ و مہذّب اظہار کا نام ہے مگر جو ادَبی فن پارہ مقامیت کی قید میں اسیر ہو کر ایک خاص طبقے، گروہ، علاقے یا خطے کا نمائندہ بن جائے تو وہ ایک خاص مدار کے افراد کے لیے تو فائدہ مند ہو جاتا ہے مگر کل نوعِ انسان کے لیے نفع بخش نہیں رہتا؛ ایسا فن پارہ اپنی آفاقی قدر کھو دیتا ہے۔ تجربات میں معنویت پیدا کر کے عالمی نقطہ اختیار کرنا "آفاقیت" کہلاتا ہے۔ انسانی جبلتوں، خیالات، جذبات اور احساسات کا ایسا جمالیاتی و فنی اظہار جو جمیع نوعِ انسان کے تجربوں کی ترجمانی کرے اور حظ حاصل کرنے کا باعث بھی بنے "آفاقیت" کہلاتا ہے۔ پروفیسر انور جمال رقم طراز ہوتے ہیں:

> "انسانی جذبوں اور احساسات کا ایسا فنی اور جمالیاتی اظہار جو جغرافیائی اور مقامی حدود سے ماورا ہو کر کل نوعِ انسان کے experience کی ترجمانی کرے "آفاقیت" کہلاتا ہے۔"(1)

وہ فن کار یا ادیب جو پیش روؤں کی فکر کی تنقید کرے، اپنے عہد کی آئیڈیالوجی کو پرکھے اور بذاتِ خود تاویل کر کے نیا اسلوب اور عالمی نقطہ اختیار کرے "آفاقی فنکار" کہلاتا ہے۔ ایسا فن کار اپنی آئیڈیالوجی خود تعمیر کرتا ہے۔ آفاقی فنکار تفریقِ رنگ و نسل، قوم و ملت، مسلک و طریق، حدوث و قدَم، کیش و مشرب، دین و دنیا، عقیدہ و آئین، دھرم اور مَت سے احتراز کر کے غیر جانب داری کی داغ بیل ڈالتا ہے۔ اس کی یہ نادر کاوش رنگ لاتی ہے اور اس کا فن پارہ زبان زدِ خاص و عام ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قومی شاعر ہیں، یہ بات تو عیاں ہے کہ ان کے ہاں مسلم حوالے ہیں مگر اس بحث میں یہ دیکھا جائے گا کہ کیا انھوں نے جہاں پر شخصیات میں آخری نبی حضرت محمد ﷺ، آدمؑ و ابراھیمؑ، یعقوبؑ و یوسفؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ، اسماعیلؑ و مریمؑ، صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ، حسنؓ و حسینؓ، غفاریؓ و سلمانؓ، بلالؓ و اویسؓ، گنج بخشؒ و غریب

نوازؒ، محبوبِ الٰہیؒ و امیر خسروؒ، رومیؒ و رازیؒ، عطارؒ و غزالیؒ اور خاقانیؒ و نظامیؒ جبکہ خطّوں میں ایران و عراق، شام و فلسطین، قرطبہ و قسطنطنیہ اور غرناطہ و بغداد جیسے مسلم حوالوں کا بیان کیا ہے وہاں پر ان کے ہاں غیر مسلم حوالے بھی مذکور ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کن صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ان غیر مسلم حوالوں کے بیان میں کتنی فکری غیر جانبداری کا ثبوت دیا گیا ہے؟ ان غیر مسلم حوالوں سے صرف اپنی فکری شمع روشن کی یا جہاں منفی پہلو دیکھا تو تنقیدی عدل و انصاف کی کسوٹی پر پرکھا بھی یا نہیں؟ اور کیا ان کے فن کا یہ پہلو انھیں آفاقی شعراء کی صف میں کھڑا کرتا ہے یا نہیں؟

انھوں نے چاروں اُردو شعری مجموعوں میں غیر مسلم حوالوں کا ذکر کیا ہے۔ اقبال نے "نالۂ فراق" میں ایک طرف تو سر تھامس آرنلڈ کے شاگرد ہونے کا دَم بھرا اور اپنے سودائے علم کو ان کے مرہونِ منّت قرار دیا جبکہ دوسری طرف ان سے محبت و وارفتگی کا ایسا معیار پیش کیا جس میں ان کا اقبال کی آنکھوں سے اوجھل ہو جانا ظلمتِ شب سے کم نہ تھا؛ ان کے تبحرِ علمی کی داد دیتے ہوئے ان کو "کلیمِ ذرۂ سینائے علم" اور ان کی موجِ نفس کو "بادِ نشاط افزائے علم" کہا۔ وحشتِ تنہائی کے دشت کا عقدۂ تقدیر کو کھولنے، پنجاب کی زنجیر کو توڑ کر پہنچنے اور تمام رکاوٹیں عبور کرنے کا عزم اقبال کا اپنے غیر مسلم استاد کو سلامِ عقیدت ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم کے جنگل میں چلنے کی تمنا پیدا کرنے، علم کی مسرت و لذت کو بڑھانے، آرزوؤں کے نخل کو ہرا کرنے اور ذرۂ علم کو خورشید آشنا کرنے والی مسلم و غیر مسلم تمام شخصیات کے اقبال معترف ہیں۔ اقبال یوں لب کشا ہوتا ہے:

کھول دے گا دشتِ وحشت عقدۂ تقدیر کو
توڑ کر پہنچوں گا مَیں پنجاب کی زنجیر کو(2)

"رام تیرتھ "ہندو تھا؛ جو محبت میں خدا ملنے کا نظریہ رکھتا تھا۔ گجرانوالہ کے ایک گاؤں سے تعلق تھا جبکہ دریائے گنگا میں ڈوب کر فوت ہوا۔(3) اقبال نے "سوامی رام تیرتھ" کے نام سے نظم بھی لکھی، اس کے اس نظریے کی تائید کرتے ہوئے اقبال نے کہا:

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب تو
پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہرِ نایاب تو(4)

اپنی کم مائیگی کا احساس کرتے ہوئے رام تیرتھ سے اقبال مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تو نے اپنے تصوّرِ عشق کی آبیاری کرتے ہوئے کائنات کے بھید کو پالیا جبکہ میں ابھی اسیر امتیازِ رنگ و بو ہوں۔ وجودِ ہستی کے بت کو توڑنے کے لیے محبت و عشقِ ابراہیم ضروری ہے۔ مستیِ تسنیمِ عشق ہی ہوش کا دارو ہے۔ تڑپ اور تحرک کا ہونا ہی سیماب کو سیم خواب بنانے سے بچاتا ہے اور نفیِ ہستی کے سبب سے "لا" کے دریا کے نہاں موتی تک رسائی ممکن ہے۔ بغداد پر سعدی نالہ کش ہوا، جہان آباد پر مرزا داغ خون کے آنسو رویا، دولتِ غرناطہ(5) کی بربادی پر ابنِ بدروں کے دلِ ناشاد نے فریاد کی اور صقلیہ (سسلی) پر اقبال نے ماتم کیا۔ سسلی بحیرۂ روم کا مشہور جزیرہ تھا، جہاں مسلمانوں نے شاندار حکومت کی تھی، پھر نارمنوں نے قبضہ کر لیا۔(6) یہ یورپی خطہ ہے۔ اقبال نے "صِقلیہ" نظم لکھ کر ایک طرف جزیرۂ سسلی کا مرثیہ لکھا جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کو شاعرانہ انداز میں عظمتِ رفتہ کا احساس دلایا۔ صحرا نشینوں کا ہنگامہ، بحر کا سفینوں کے لیے بازی گاہ ہونا، شہنشاہوں کے درباروں میں زلزلے، تلواروں بجلیوں کے آشیانے، شورشِ قُم سے مردہ عالم زندہ ہونا، آدمی کی زنجیرِ توہّم سے آزادی اور لذت گیر غلغلوں کا سبب مسلمانوں کو کہہ کر سوال اٹھایا کہ اب وہ تکبیر کب آئے گی؟ اسے تہذیبِ حجازی کا مزار کہا۔ یوں موجودہ غیر مسلم خطوں سے اقبال نے تخیّل کے چراغ روشن کیے۔ اقبال نے فکری غیر جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے جہاں پر اسلامی نابغوں کی مدح میں قلم اٹھایا؛ وہاں پر غیر مسلم فلسفیوں کو بھی خراجِ عقیدت پیش کیا، نظم

"رام" اس امر کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ "رام" ہندوؤں کے قدیم مذہبی رہنما "شری رام چندر جی" ہیں۔ مغربی فلسفی ہندوستان کے فلسفیوں کا لوہا مانتے ہیں، اس لیے ہندوستان کا مقام آسمان سے بھی بلند ہے، ہزاروں فلسفی اس دیس کے ایسے ہیں کہ جن کے سبب سے دنیا میں نامِ ہند مشہور ہے؛ ان میں سے ایک نام "رام" ہے۔ "رام" کے وجود پر ہندوستان کو ناز رہے گا، اہلِ نظر ان کو "امامِ ہند" سمجھتے ہیں، ان کے سبب سے شامِ ہند زمانے کی سحر سے زیادہ روشن ہے، "رام" کے اوصاف کو یوں بیان کیا:

تلوار کا دھنی تھا، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں، جوشِ محبّت میں فرد تھا(7)

نظم "نانک" میں اقبال نے اولاً تو یہ شکوہ کیا کہ "گوتم" جیسے گوہر کی ہندوستانی قوم نے قدر نہ پہچانی۔ "گوتم" آوازِ حق کا نام تھا جیسے شجر اپنے پھل کی شیرینی سے بے خبر رہتا ہے اسی طرح ہندوستانی "گوتم" کی عظمت سے ناواقف رہے۔ چین، جاپان اور کوریا وغیرہ کی عوام نے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ترقی حاصل کی۔ ہند کو صرف خیالی فلسفیوں پر ناز تھا۔ "گوتم" نے زندگی کا راز آشکار کیا۔ یہ بارشِ رحمت اس زمین پر ہوئی جو اس کے قابل نہ تھی۔ ثانیاً ہندوستانی طبقاتی درجہ بندی اور ذات پات کے نظام پر طنز کیا کہ یہ خطہ شودر کے لیے غم خانہ ہے، دردِ انسانی سے اس کا دل بیگانہ ہے۔ برہمن ابھی تک غرور میں مبتلا ہیں گوتم مذہب کی شمع سے اغیار کے قندیلیں روشن کر رہے ہیں۔ ثالثاً تمثیلی استعاراتی پیرایۂ اظہار اپنا کر اقبال نے یہ کہا کہ پھر ایک مدت بعد بت کدۂ ہندوستانی روشن ہوا جیسے آزر کا گھر نورِ ابراہیم سے روشن ہوا؛ بت پرست، بت گر اور بت تراش سر کے بل گر پڑے۔ وہ نورِ توحید پھیلانے کی صدا پنجاب سے "گرو نانک" کی صورت میں اٹھی۔ غفلت اور بے خبری سے نانک نے بیدار کیا اقبال نے سکھوں کے مشہور گرو نانک کو "مردِ کامل" بھی کہا:

پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے(8)

اقبال نے جہاں پر رومی وسعدی کے افکارِ دل ربا کا اقرار کیا وہاں پر نظم "شیکسپیئر" اس بات کا منھ بولتا ثبوت ہے کہ انھوں نے غیر مسلم اُدبا کو بھی سراہا؛ اقبال نے کہا کہ دلِ انسان کو تیرا احسنِ کلام آئینہ ہے، تیرے آسمان تک پہنچنے والے بلند تخیل یعنی فکرِ فلک رسا سے زندگیِ وجود کی تکمیل ہوتی ہے، تجھ کو ایسا مزاج عطا کیا گیا ہے کہ جس کی روشنی سے انسانی جذبوں کا پتہ چلتا ہے بلکہ جب بھی دیکھنے کی خواہشمند نگاہوں نے تجھ کو ڈھونڈا ہے تو سورج کی روشنی میں ایک چمکتے سورج کو دیکھا ہے، تیری ہستی تو دنیا کی آنکھوں سے چھپی رہی مگر تیری آنکھ نے دنیا کو واضح و آشکار دیکھا، فطرت کو حفظِ اسرار کی دُھن ہے مگر "شیکسپیئر" نے قدرت کے مظاہر کا گہرا مشاہدہ کیا اور فطرت کے بھیدوں کو ظاہر کیا؛ اب ایسا رازداں مدتوں بعد ہی پیدا ہو گا:

حِفظِ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا(9)

"مسجدِ قرطبہ" اقبال کا شاہکار ہے،(10) اس نظم کے آغاز میں تغیرات و حوادثاتِ دنیا کی طرف اشارہ کیا گیا، پھر عشق کی تعریف و توصیف میں کئی استعارات استعمال کر کے یہ کہا گیا کہ اے مسجدِ قرطبہ! تیرا وجود بھی عشق کے بل بوتے پر قائم ہوا۔ موسیقی، سنگ تراشی، مصوری اور ادب جیسے فنون کے لیے خونِ جگر کی آمیزش کو ناگزیر قرار دیا۔ مردِ مسلمان کے اوصاف کا بیان کر کے ہسپانیہ کی فضاؤں میں آج بھی عظمتِ رفتہ کی مہک کو محسوس کیا۔ ماضی کی یاد دلائی اور مستقبل میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لیے اقبال عشقِ بلاخیز کے قافلہ سخت جاں کی وادی اور منزل کا

متلاشی بنا۔ تین غیر مسلم حوالوں سے اس نظم میں بھی تحرک کی تابندگی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی، اقبال نے کہا کہ المنی یعنی مارٹن لوتھر نے کیتھولک پوپ اور کلیسا کے خلاف تحریک چلائی؛ جس نے کلیسا کی رسومات کو توڑ دیا، جس سے پاپائے روم کی معصومیت بیکار ثابت ہوئی اور فکر کی نازک کشتی رواں دواں ہوئی۔ فرانس کی آنکھ ۱۷۸۹ء میں آنے والے انقلابِ فرانس یعنی جدید دنیا کے پہلے جمہوری انقلاب کو دیکھ چکی ہے جس سے مغربیوں کا جہان تبدیل ہوا۔ اطالوی نسل جو قدیم رسموں سے چمٹے رہنے کے سبب بوڑھی ہو چکی تھی وہ بھی لذتِ تجدید سے جواں ہو گئی ہے۔ اقبال نے المنی، انقلابِ فرانس اور تجدیدِ انقلاب روم کے حوالے کو ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کے ہاں بھی انقلابی جوہر ہونے کی یقین دہانی کروائی اور انھوں نے امکان بھی ظاہر کیا کہ اب دیکھیے مسلمانوں کے بحرِ انقلاب سے کیا اچھل کر سامنے آتا ہے، یوں اقبال نے اپنے نظریۂ عمل و تحرک کو بھی تقویت بخشی:

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
رُوحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب (11)

نظم "ہسپانیہ" میں اقبال نے موجودہ یورپی اور غیر مسلم خطے میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کا عکس دکھایا۔ مانندِ حرم گردان کر اس خطے کو خراج محبت پیش کیا اور موجودہ جذبوں کی حرارت اور قوت و طاقت کے تاب تب کی کمی کو ظاہر کر کے قوم کو تسکینِ سفر و حضر کے لیے اکسایا۔ نظم "لینن" میں مشہور کمیونسٹ لیڈر (جس نے پوری زندگی سخت ترین جدوجہد میں گزاری بالآخر ۱۹۱۷ء میں روس میں نظریۂ سوشلزم کے تحت ایک کامیاب انقلاب برپا کیا) خدا سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس نظم میں اشتراکی نظریات کا بیان ملتا ہے، اس نظم میں لینن کی زبان سے بہت کچھ کہلوایا کہ بینائے کواکب اور دانائے نباتات فطرت کے سرودِ ازلی سے واقف نہیں ہیں۔ اے خدا! تو گھڑی اور پل مقرر کرنے والا ہے، ہم گردشِ وقت کی قید میں ہیں۔ مشرق کے آقا انگریز ہیں اور انگریز کا خدا سونے چاندی کے سکے ہیں۔ یورپ میں روشنیِ علم و ہنر تو بہت ہے مگر آبِ حیات کے چشمے کے بغیر ہیں۔ رونق و صفا اور رعنائیِ تعمیر میں گرجوں سے زیادہ بینکوں کی عمارتیں اعلیٰ ہیں، تجارت کے نام پر جُوا کھیلتے ہیں، لہو پی کر تعلیم مساوات دیتے ہیں، فرنگیوں کی فتوحات یہی ہیں کہ انہوں نے بیکاری و عریانی اور مے خواری و افلاس کو پروان چڑھایا ہے۔ یورپ فیضانِ سماوی سے محروم ہے ان کے کمالات کی حد مشین ہے، مشین کو حکومت کے دل کے لیے موت کہا، آلات ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کے جذبے کو کچل دیتے ہیں۔ نظم کے آخر میں لینن خدا کے حضور التجا کرتا ہے کہ اے خدا! تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں بندۂ مزدور کے اوقات بہت تلخ ہو چکے ہیں۔ الٰہی! سرمایہ پرستوں کی کشتی کب ڈوبے گی؟ اور عوام کو ان کا حق کب ملے گا؟ دنیا تیرے عدل کو دیکھنے کی خواہش مند ہے:

کب ڈُوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دُنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات! (12)

اس نظم میں اگر "لینن" کے واسطے سے کلام نہ کیا جاتا تو وہ تاثر قائم نہ ہوتا جو اب قاری محسوس کرتا ہے، اس طرح اشتراکی نظریے کا پرچار اشتراکی لیڈر کی زبان سے کیا مگر اس نظریے کے بیان میں اسلامی نظریے سے آبیاری بھی کی۔ "الارض للہ" میں بھی اقبال نے مارکسی نظریات کا پرچار کیا۔ اقبال کہتا ہے کہ مٹی کی تاریکی میں بیج پالنے والی، دریاؤں کی موجوں سے بادل اٹھانے والی اور مغرب سے بادِ سازگار کھینچ کر لانے والی ذات صرف اور صرف خدا کی ذات ہے۔ خاک اور نورِ آفتاب بھی اسی کا ہے، خوشۂ گندم کی جیب بھی وہی بھرتا ہے اور موسموں کو بدلتے رہنے کی عادت بھی وہی ڈالتا ہے۔ ہر چیز خدا کی ہے۔ اے زمین مالک! اے زمیندار! یہ زمین تیری میری یا تمھارے ہمارے آبا کی نہیں ہے، اس پر سب کا برابر حق ہے۔ اس نظم میں غیر مسلم کال مارکس کے نظریات کو اسلامی عینک سے دیکھا گیا ہے۔ "یورپ سے ایک خط" میں اقبال نے مغرب اور

مشرق کے افکار کا تقابل کر کے رومیؒ کو افکارِ روحانیہ کے سبب سے فکری سنگھاسن پر بٹھایا۔ اقبال کہتا ہے کہ یورپ والے مادیات کے عادی اور جبکہ رومیؒ بھیدوں سے پُر اور معرفت و حقیقت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر رہے، رومیؒ آزاد مردوں کا راستہ ہے۔ اس تقابل کے بعد اقبال نے ایک نصیحت بھی کی وہ یہ کہ گدھوں کی طرح گھاس اور جو ہی نہیں کھانا چاہیے بلکہ انسان کو خُتَن میں ہرن کی طرح چرنا چاہیے کیونکہ جو گھاس اور جَو کھاتا ہے وہ ذبح ہو جاتا ہے اور جو نورِ حق کی غذا پاتا ہے وہ قرآن یعنی اَمر ہو جاتا ہے۔ "نپولین کے مزار پر" میں اقبال نے فرانس کے مشہور فاتح نپولین بوناپارٹ کی جدوجہد کو بطور مثال پیش کیا۔ اقبال نے بھاگ دوڑ اور جہد و عمل کی شدت، جس سے تقدیر کے راز کھل گئے کو ایک راز کہا؛ یہی وہ راز تھا جس کے سبب سکندرِ اعظم طلوع ہوا، ایران کے مشہور بادشاہ دارا کی حکومت کو شکست دی گئی، امیر تیمور (جسے لنگڑا ہونے کے سبب تیمور رنگ کہا جاتا تھا) مشہور مغل فاتح تھا؛ جوشِ کردار کو بھانپ کر اس نے برصغیر کو فتح بھی کیا جبکہ اس کے علاوہ تین دہائیوں سے زیادہ اس کی فتوحات کا سلسلہ چلتا رہا، اس طوفان کے سامنے نشیب و فراز رکاوٹ نہ بنے۔ جوشِ کردار سے مردانِ خدا کی تکبیر خدا کی آواز بنتی ہے۔ اس نظم کے اخر میں اقبال نے کہا کہ انسان کو مہلت گھڑی دو گھڑی یا پل دو پل ہے؛ آخر کار ہمارا ٹھکانہ خاموش انسانوں کی وادی ہے، اس زندگی کے بدلے قبر کی لمبی راتیں ہیں، اس لیے فی الحال انسان کا کام جوشِ کردار سے آسمانوں میں ہنگامے پیدا کرنا ہے۔ المختصر جوشِ کردار کی شمع کو اقبال نے نپولین کے ذریعے سے روشن کرنے کی سعی کی۔

نظم "مسولینی" میں اقبال نے کہا کہ ذوقِ انقلاب، ملت کا شباب، معجزات زندگی اور سنگِ خارا کا قیمتی سرخ پتھر بن جانا ندرتِ فکر و عمل سے ہے۔ چشمِ پیرانِ کُہن میں زندگانی کا فروغ، نوجوانوں کے سینوں میں سوزِ آرزو کے سبب سے ہے۔ موسمِ بہار میں پھول زیرِ حجاب نہیں رہ سکتے؛ جب فضا نغمہ ہائے شوق سے معمور ہوگئی، فطرت کی کار رباب و سارنگ مضراب چلانے والے کا منتظر تھا تو وہ زخمہ ور "مسولینی" کی صورت میں آیا اور غیر معمولی کارنامے سرانجام دیے:

نغمہ ہائے شوق سے تیری فضا معمور ہے
زخمہ ور کا منتظر تھا تیری فطرت کا رباب (13)

"افرنگ زادہ" میں اقبال نے ایسے مسلمان کے متعلق تجزیہ پیش کیا جو مغربی تہذیب کا دل دادہ ہو چکا ہے، اقبال نے کہا کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی تعمیر ہے، تیرا پیکر حق کی خودی سے خالی ہے، تو تو فقط زرنگار و بے شمشیر نیام ہے۔ ایسا تجزیہ "بانگِ درا" کے قطعہ میں بھی ملتا ہے جہاں اقبال نے کہا کہ نئی تہذیب کے گندے انڈوں کو باہر گلی میں پھینک دو۔ صدارت، کونسل، ممبر اور الیکشن آزادی کے پھندے ہیں، جن کے رندے بہت تیز ہیں۔ "مردِ افرنگ" میں اقبال نے کہا کہ یورپ کے باہمی زندگی گزارنے کے انداز سے عورت کی طبیعت میں فساد و بگاڑ پیدا ہوا؛ مرد، زن شناس نہ تھا، عورت کی نفسیات سے واقف نہ تھا۔ "سیاست افرنگ" میں اقبال نے کہا کہ یورپی سیاست کے پجاری صرف امیر اور رئیس ہیں، تو نے اے خدا! آگ سے ایک ابلیس بنایا تھا جبکہ انگریز نے مٹی سے ہزاروں ابلیس بنا دیے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نہ صرف غیر مسلم مثبت حوالوں کا ذکر کیا بلکہ ساتھ ساتھ ان کے افکارِ غلیظہ سے پردہ چاک کیا گیا تاکہ اقوامِ مشرق کو ان کے ناپاک ارادوں سے باخبر کیا جا سکے۔ "مکہ اور جنیوا" وہ شاہ کار ہے جس میں اقبال نے مسلم اور غیر مسلم کے افکار کا تقابل کیا اور ساتھ ساتھ ایک طنزیہ پیغام بھی دیا جو یورپی قوموں کی سیاسی سازش کو آشکار کرتا ہے "مکہ" سے مراد اسلام ہے اور "جنیوا" مجلسِ اقوامِ عالم (لیگ آف نیشن) کی طرف اشارہ ہے جو مغربی ممالک نے قائم کی، اس کا مقصد امن قائم کرنا تھا جب کہ درحقیقت کمزور ملکوں کو غلام بنانے کی کوشش تھی۔ اقبال نے کہا کہ صحبتِ اقوام تو ہوئی مگر وحدتِ آدم آنکھوں سے اوجھل رہی، ملتوں کی تفریق حکمتِ افرنگ کا مقصود ہے جبکہ اسلام کا مقصود صرف ملتِ آدم ہے۔ آخر میں یہ پیغام

خاکِ جنیوا کو دیا گیا کہ مختلف قوموں کا اکٹھ ہے یا انسانوں کا اکٹھ؟ "مقصود" میں ہالینڈ کے فلسفی سپنوزا کے نظریۂ حیات کا بیان کرنے اور فلاطون کے نظریۂ موت کو بیان کرنے کے بعد اقبال نے اپنی رائے دی کہ حیات و موت میں کچھ توجہ کے لائق نہیں ہے صرف خود شناسی ہی خودی کا مقصود ہے۔ "حکیم نطشہ" میں جرمن کے مشہور مجذوب فلسفی نطشے (جس کے مطابق زندگی کا اصول اقتدار حاصل کرنے کی آرزو ہے) کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ آسمانوں کے لیے اس کا تخیل تیر ہے جبکہ سورج اور چاند کے لیے پھندے کی حیثیت رکھتا ہے مگر نقطۂ توحید کے مدِّ مقابل نہ ہو سکا، "لا الہٰ" کے اثرات کو پانے کے لیے عاشقانہ نگاہ چاہیے جبکہ نطشے کے پاس عاقلانہ نگاہ تو ہے مگر عاشقانہ نگاہ نہیں ہے۔ "پیرس کی مسجد میں" اقبال نے کہا کہ حرمِ مغربی حق سے بیگانہ ہے، انھوں نے مسجد میں روحِ بت خانہ چھپا دی ہے۔ "اہرامِ مصر" میں اقبال نے مصر کے قدیم بادشاہوں کے وہ اونچے مقبرے جو مصریوں نے تعمیر کیے تھے ان کو عبدیت کی تصویر کہا اور یہ بھی کہا کہ افلاک ان کی عظمت کے سامنے اپنا سر جھکائے کھڑا ہے۔ آخر میں مردانِ سپر کی حوصلہ افزائی یوں کی کہ پتہ نہیں یہ شکاری ہیں یا شکار ہیں۔ فن کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہنر کو فطرت کی غلامی سے آزاد ہونا چاہیے۔ "اشتراکیت" میں اقبال نے کہا کہ روس کی یہ گرمیِ گفتار بے فائدہ نہیں، جو اسرار انسان کی ہوس نے چھپا رکھے تھے وہ بتدریج کھلتے نظر آتے ہیں، پھر اس نظریے کا ماحاصل یہ دیا کہ اے مسلمان! تجھے بھی چاہیے کہ تو قرآنِ پاک سے جدّت کے موتی نکال لا۔ "کارل مارکس کی آواز" میں جرمنی یہودی، سوشلسٹ کے بانی کارل مارکس کا مدعا پیش کر کے سرمایہ دارانہ نظام کی مغالطہ پیدا کرنے والی چالوں سے پردہ اٹھایا۔ خطوطِ خمدار کی نمائش کا بتایا۔ آخر میں یہ خبر دی کہ مغرب کے بت کدوں، کلیساؤں اور مدرسوں میں دھوکے باز عقل کی نمائش ہوس کی خون ریزیاں چھپاتی ہیں:

جہانِ مغرب کے بُت کدوں میں، کلیساؤں میں، مدرسوں میں
ہَوس کی خُوں ریزیاں چھُپاتی ہے عقلِ عیّار کی نمائش (14)

یوں اقبال نے غیر مسلم افکار کا غیر مسلم افکار سے رد بھی کیا "یورپ اور یہود" میں اقبال نے کہا کہ حکومت، تجارت اور عیش فراواں سے دل سینۂ نور میں محرومِ تسلّی ہو چکا ہے۔ مادی خواہشات اور ضرورتوں میں کھوئے رہنے کی تاریکی کے سبب یورپ کی سرزمین یہودی افکار کے نمو کے لائق نہیں ہے۔ یہ وادیِ ایمن شایانِ تجلّی نہیں ہے۔ یورپی تہذیب تو جوانوں کی حالت میں مرنے تک پہنچ گئی ہے۔ "بلشویک روس" میں اقبال نے کہا کہ قضائے الٰہی بھی عجیب و غریب ہے جو افراد صلیب کی حفاظت کو نجات گردانتے تھے وہی افراد عیسائیت کی توڑ پھوڑ پر مامور ہو گئے، یہی دہریت روس پر نازل ہوئی کہ تم عیسائی مذہب کے دینی و مذہبی اداروں کو ختم کر ڈالو:

یہ وَحی دہریتِ رُوس پر ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات! (15)

"یورپ اور سوریا" میں آشکار کیا گیا کہ مسلمانوں نے یورپ والوں کو یعنی غیر مسلموں کو پرہیز گاری والے نبی، غم بانٹنا اور کسی کو دکھ نہ پہنچانا دیا جبکہ یورپ نے مسلمانوں کو شراب، جوا اور بد چلن عورتوں کا ہجوم دیا۔ "مسولینی" اٹلی کا آمر حکمران تھا وہ مشرقی و مغربی حریفوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یورپ کی ظالم قومو! کیا مسولینی کا جرم زمانے سے نرالا اور انوکھا ہے؟ میرا چھٹکنا چھلنی کو برا کیوں لگتا ہے؟ میری بادشاہت کے جنون کو تم ٹھکراتے ہو کیا تم نے کمزور قوموں کے شیشوں کو نہیں توڑا؟ حیران کرنے والی چالیں اور فریب تمہارے ہیں کہ حکومت کا مرکزی شہر تو دلّی ہے مگر تم برطانیہ میں بیٹھ کر اس پر حکومت کر رہے ہو۔ اٹلی کے حکمرانوں نے بانسوں کے جنگلوں کی آبیاری کی، تم نے بنجر زمینوں سے بھی خراج لیا، بے نوا صحرانشینوں یعنی خانہ بدوشوں کے خیمے لوٹ لیے، کسانوں کے کھیت تباہ و برباد کیے اور تخت و تاج کو لُوٹا، تم نے تہذیب کے

پردے میں انسانوں کا قتل اور غارت گری کی ہے، تم نے ظلم وجور کو کل روا رکھتے تھے، میں نے آج روا رکھا ہے، تو برا کیا ہے؟ اقبال نے مسولینی کے حوالے سے یورپی سیاست کا کچا چٹھا کھولا۔ "ایک بحری قزّاق اور سمندر" میں سمندری لٹیرے اور سکندرِ اعظم کے اس مشترک پہلو کو عیاں کیا گیا جو دونوں کے لیے باعثِ ننگ تو ہے مگر اس کو سکندر اعظم نے اپنے لیے روا رکھا تھا، قزّاق نے کہا کہ ہم دونوں کا پیشہ ظلم و ستم اور سفّاکیت ہے فرق یہ ہے کہ تو برّی لٹیرا ہے اور میں بحری لٹیرا ہوں:

ترا پیشہ ہے سفّاکی، مرا پیشہ ہے سفّاکی
کہ ہم قزّاق ہیں دونوں، تو مَیدانی، میں دریائی!(16)

"ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" میں اقبال نے جہاں پر ملوکیت اور جمہوری نظام پر طنز کیا، انھوں نے کہا کہ آدم جب سے ذرا خود شناس کو خود نگر ہوا تو اس نے جمہوری لباس پہن لیا ہے، مغرب کے جمہوری نظام کا چہرہ روشن ہے مگر اندروں چنگیز سے تاریک تر ہو چکا ہے، اس وجہ سے مومن کی تیغ بے نیام کو کُند ہو کر رہ گئی ہے۔ انھوں نے وہاں پر یہودی کال مارکس کے نظریے کی حمایت کی؛ اسے آقاؤں کی آقائی ختم کرنے والا، کلیمِ بے تجلی اور مسیحِ بے صلیب کہا:

وہ کلیمِ بے تجلّی، وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن دربغل دارد کتاب(17)

پانچویں صدی عیسوی کا ایرانی مذہبی رہنما اور اس فلسفے کا بانی کہ عورت، دولت اور زمین پر سب کا برابر حق ہے "مزدک" ہے؛ تین مرتبہ اس نظم میں مزدکی فلسفے کا بیان کیا؛ روحِ مزدکی کا بُروز،، مزدکی منطق کی سوزن اور مزدکیت اسلام ہے کی مثلث اسی فلسفے کی طرف اشارے ہیں۔ ان دونوں کے فلسفوں کا بیان کرنے کے بعد اقبال نے اسلام اقتصادی نظریہ بھی بیان کیا جس سے ابلیس کو خوف، ہول، خدشہ، ڈر، خطرہ اور اندیشہ لاحق ہے۔ اسلام محافظِ ناموسِ زن، مرد آزما اور مرد آفریں ہے، جدتِ کردار کی طرف راغب کرتا ہے، فرزندِ مریم کی سی صفات پیدا کرتا ہے اور احتسابِ کائنات کی طرف بلاتا ہے یوں غیر مسلم حوالوں کے ساتھ اقبال نے مسلم نظریات کا تقابل بھی کیا اور ان تمام عناصر و عوامل کا بیان بھی کیا جن سے اسلام کو آفاقی مذہب ہونے کا تصور بھی ابھرتا ہے۔ ان کے علاوہ انھوں نے کولمبس کے لیے نئی دنیا ڈھونڈنے والے کا کنایہ استعمال کیا۔ "رخصت اے بزمِ جہاں!" امریکی فلسفی ایمرسن سے، "عشق اور موت" انگریز شاعر ٹینی سن سے اور "پیامِ صبح" امریکی شاعر لانگ فیلو سے ماخوذ ہیں۔ "آہنگِ شب" لانگ فیلو کی نظموں کا مجموعہ ہے۔ جرمن شاعر گوئٹے کی قبر کو نظم "مرزا غالب" میں "گلشنِ ویمر" کہہ کر غالب کا ہم نوا قرار دیا۔ کششِ ثقل کا نظریہ دینے والے نیوٹن، ہیئت دان گلیلیو، مائیکل فراڈے، ولیم کولرا ڈرنکٹن، آریا مہر اور فرانسیسی ناول نگار استاں دال کے نظریات کا ذکر کر کے انھیں محبتوں کا خراج پیش کیا۔ نظم "بلال" میں یہودی نسل کے جرمن فاضل ایمینوئل آسکر مینم ڈوئچ کو انھوں نے حق شناس کہا جبکہ فرانس، لندن، رومۃ الکبریٰ، اسرائیل، اطالیہ اور جرمنی جیسے غیر مسلم خطوں کا بھی تذکرہ کیا۔

اس تمام بحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اقبال نے جہاں پر مسلم حوالوں کا جابجا ذکر کیا، ان سے اپنی فکری شمع روشن کی، وہاں پر ان غیر مسلم حوالوں کو بھی جگہ دی جن کے سبب فکری رسائی میں رفعت کا پہلو آشکار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے غیر مسلم شخصیات کا ذکر کیا، غیر مسلم خطوں کا ذکر کیا، مثبت اقدار کو قبول کیا اور جہاں پر تنقید کی ضرورت محسوس ہوئی اپنی نقّادانہ بصیرت کے ذریعے سے یہ موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا، سب افکار کو توازن و اعتدال کی کسوٹی پر پرکھا اور اکثر مقامات پر مسلم و غیر مسلم حوالوں میں تقابل پیش کر کے اپنے نقطۂ نظر سے بھی آگاہ کیا۔ یہ ایک ایسی سمت و جہت ہے جو اقبال کی غیر جانبداری کی طرف واضح کنایہ بن کر سامنے آتا ہے کہ اقبال بھنورے کی مانند ہے جس نے جس

پھول سے رس ٹپکتا دیکھا وہاں پہنچ گیا اور اپنا حصہ لے لیا۔ تعصب پرستی سے گریز کر کے اور غیر متعصبانہ و غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کر کے اُردو شاعری میں ایک اعلیٰ فن کا لافانی نمونہ پیش کیا۔ اقبال کی اس کوشش سے یہ بات طشت از بام ہوئی کہ اقبال نے اُردو شاعری میں گھی کے چراغ جلا کر اُردو کے شعری ادب کو آفاقیت کے دھارے میں لا کر اَمر کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ انور جمال، ڈاکٹر "اَدَبی اصطلاحات "نسٹ پریس، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، اِشاعتِ ہشتم، 2022ء، ص:28

2۔ محمد اقبال، علامہ "کلیاتِ اقبال (اُردو)" اقبال اکادمی، لاہور، 2018ء، ص:105

3۔ محمد اقبال، علاّمہ "کلّیاتِ اقبال (اُردو) فرھنگ کے ساتھ"، مکتبۂ جمال، لاہور، 2015ء، ص:176

4۔ محمد اقبال، علامہ "کلیاتِ اقبال (اُردو)"، ص:139

5۔ محمد اقبال، علاّمہ "کلّیاتِ اقبال (اُردو) فرھنگ کے ساتھ"، ص:212 "دولتِ غرناطہ" ھسپانیہ کی ایک ریاست غرناطہ کی حکومت ہے- یہ ریاست مسلمانوں کی گذشتہ عظمت کی آخری یادگار تھی- یہ فتح ہوئی تو مسلمان ھسپانیہ سے ہمیشہ کے لیے نکل گئے-

6۔ ایضاً، ص:210

7۔ محمد اقبال، علامہ "کلیاتِ اقبال (اُردو)"، ص:232

8۔ ایضاً، ص:269

9۔ ایضاً، ص:289

10۔ ھسپانیہ (سپین) کے اموی خلیفہ عبدالرحمٰن نے اس مسجد کی بنیاد آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں رکھی- اس کی تعمیر میں مشرق و مغرب کی تمدنی میراث کو نہایت سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے- اس انتہائی خوبصورت مسجد کے اکیس دروازے ہیں (محمد اقبال، علاّمہ "کلّیاتِ اقبال (اُردو) فرھنگ کے ساتھ") اس مسجد کے ایک ہزار چار سو سترہ ستون تھے، انسان ستونوں کے درمیان کھڑا ہو کر حیران رہ جاتا تھا اور گنتی نہیں کر سکتا تھا ("علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ -II، ایم-اے اُردو" (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 2020ء) ص:251

11۔ محمد اقبال، علامہ "کلیاتِ اقبال (اُردو)"، ص:428

12۔ ایضاً، ص:436

13۔ ایضاً، ص:481

14۔ ایضاً، ص:649

15۔ ایضاً، ص:653

16۔ ایضاً، ص:667

17۔ ایضاً، ص:705

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1 .Anwar Jamal, doctor "adbi istilahat",nust press, National Book Foundation, Islamabad ,ishaat-e-hashtam 2022,P:28

2 .Muhammed Iqbal, Allama "kulliyyat-e-Iqbal (Urdu)",Iqbal Academy Lahore, 2018,P:105

3 .Muhammed Iqbal, Allama "kulliyyat-e- Iqbal(Urdu)Farhang ke sath ",maktab-e-jamal,Lahore 2015, P: 176

4 .Muhammed Iqbal, Allama kulliyyat-e- Iqbal(Urdu)" P: 139

5 .Muhammed Iqbal, Allama" kulliyat-e- Iqbal (Urdu) farhang ke sath "P:212." Daulat-e-gharnata" haspania ki aik riyasat gharnata ki hakumat hai.ye riyasat musalmanon ki guzashta azmat ki aakhiri yadgar thi.Ye fata hui to musalman haspania se hamesha ke liye nikal Gaye
6 .Ibid,P:210
7 .Muhammad Iqbal, Allama," kulliyyat-e- Iqbal(Urdu)P: 232
8 .Ibid,P:269
9 .Ibid,P:289
10 .Haspaniya (Spain) ke umovie Khalifa Abdul Rahman ne is masjid Ki bunyad aathvin Sadi isvi ky aakhir mein rakhi. Iski Taamir Mein mashriq o maghrib kivtamaddni meeras ko saleeqy se istemal Kiya Gaya hy. Is Inthahai khubsurat masjid ke ikkees darvaze hein(Muhammad Iqbal, Allama "kulliyyat-e_ Iqbal (Urdu) farhang ke sath "is masjid ke 1417 satoon thy.Insan satoonon ke darmiyan khara hokar hairan rh jata or ginti nahin kar sakta tha,Allama Iqbal ka khasusi mutala_II, MA Urdu,Allama Iqbal Open University Islamabad 2020,P: 21
11 .Muhammad Iqbal, Allama", kulliyyat-e-Iqbal (Urdu)" P:428
12 .Ibid,P:436
13 .Ibid,P:481
14 .Ibid,P:649
15 .Ibid,P:653
16 .Ibid,P:667
17. Ibid,P:705